الجواب حامدًا ومصلیًا

۱..........مذکورہ بات درست نہیں، تبلیغ کی تفصیل سوال نمبر ۳ کے جواب میں ملاحظہ ہو، جہاں تک عہد صدیقی کے واقعہ کا تعلق ہے، تو اس سے استدلال کی تفصیل اگر لکھی جائے، تو اس پر غور ہوسکتا ہے۔

۲..........یہ بات تفاسیر میں متعلقہ مقامات پر ہمیں نہیں مل سکی کہ آپ عطائے نبوت کے فوراً بعد فرعون کے پاس گئے ہوں، اور اپنی اہلیہ کے پاس بھی نہیں آئے، لہٰذا یہ بات درست نہیں کیونکہ قرآن کریم میں عطائے نبوت کا پورا واقعہ مذکور ہے، اس میں اہلیہ آپ کے ساتھ تھیں، لھذا اپنی اہلیہ کے پاس نہ آنے کے کوئی معنی نہیں۔

۳..........یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں، ایک نفسِ دعوت وتبلیغ ہے، یعنی کسی خاص ترتیب اور ہیئت کے بغیر دوسروں کو نیکی کرنے کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، اس کے لئے شریعت میں کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں، بلکہ ہر ممکن اور مناسب طریقہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے، خواہ کسی کے پاس جا کر دعوت دے یا کسی سے ملاقات ہوگئی، اور اس کو دعوت دے، یا کوئی اور شکل ہو، گھر گھر جا کر دعوت دینا جائز ہے، لیکن اس کو اقرب الی السنۃ کہنا کسی دلیل کے بغیر کہنا مشکل ہے۔

اور دوسری دعوت وتبلیغ کا مروجہ طریقہ ہے، نفسِ تبلیغ کے مختلف درجات ہیں، بعض صورتوں میں فرض ہے، اور بعض صورتوں میں نہیں، جن صورتوں میں تبلیغ فرض ہے، ان میں سے بعض صورتوں میں فرض عین ہے، مثلاً اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں کے لئے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراالایہ (سورہ تحریم)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الحدیث (بخاری شریف وغیرہ)

اور بعض صورتوں میں فرض کفایہ ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر الآیہ (سورہ نساء)

اور جہاں تک مروجہ شکل میں دعوت وتبلیغ کا مسئلہ ہے، جس میں ایک خاص ترتیب سے دعوت وتبلیغ کا کام ہوتا ہے، جو معروف ہے، اور سائل نے ذکر بھی کیا ہے، تو یہ طریقہ بعد کے نیک وصالح اور مخلص علماء کرام نے وضع کیا ہے، جو بلاشبہ امت کے لئے زمانہ کے حالات کے لحاظ سے نہایت مفید اور نافع ہے، لیکن اس شکل میں تبلیغ نہ فرض وواجب ہے،

اور نہ سنت اور مستحب ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ مباح ہے، یعنی اس خاص اور معروف ترتیب کے ساتھ تبلیغ کے ثواب میں اضافہ کا اعتقاد رکھنا درست نہیں، کہ اگر ایک آدمی اپنے طور پر دعوت وتبلیغ کا کام کرتا ہے، اور دوسرا آدمی اس خاص ترتیب میں جڑا ہوا ہے، تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دوسرے آدمی کو خاص ترتیب میں جڑے رہنے کی وجہ سے تبلیغ کا ثواب زیادہ ملتا ہے، اور پہلے شخص کو اس خاص ترتیب کی مخالفت کی وجہ سے کم ثواب ملتا ہے، لھذا مروجہ تبلیغ کو اس درجہ اباحت میں رکھنا چاہیئے، جس کی بہت ساری مثالیں ہیں، سب سے معروف مثال علمِ دین کی ہے، کہ نفسِ علم کے کئی درجات ہیں، فرض عین بھی ہے، فرض کفایہ بھی ہے، وغیرہ، لیکن علم دین باقاعدہ مدرسہ میں پڑھنا، اور درسِ نظامی کی شکل میں پڑھنا، اور گھنٹوں کی خاص ترتیب سے پڑھنا نہ فرض وواجب ہے، اور نہ سنت ومستحب ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ مباح ہے، اس خاص ترتیب سے علم دین پڑھنا دین کا جزو نہیں، اور نہ ہی اس کی وجہ سے علم دین پڑھنے میں ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، یہی حال مروجہ تبلیغ کا بھی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عصمت اللہ عصمہ اللہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۲ صفر الخیر ۱۴۳۳ھ

۲۸ دسمبر ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

[signature]

مفتی بجامعۃ دارالعلوم کراچی

۳-۲-۱۴۳۳ھ